سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ ۲۹ مَكِّيَّةٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	اٰيَاتُهَا ۶۹ رُكُوْعَاتُهَا ۷
سورہ عنکبوت مکہ میں نازل ہوئی اس کی	شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے	انہتر آیتیں ہیں اور سات رکوع

الٓمّٓ ۝۱ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝۲ وَلَقَدْ فَتَنَّا

کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور اُن کو جانچ نہ لیں گے ف۱ اور ہم نے جانچا ہے اُن

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝۳ اَمْ

کو جو اُن سے پہلے تھے ف۲ سو البتہ معلوم کریگا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کریگا جھوٹوں کو ف۳ کیا

حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۴ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا

یہ سمجھتے ہیں جو لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں کہ ہم سے بچ جائیں بُری بات طے کرتے ہیں ف۴ جو کوئی توقع رکھتا ہے

لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۵ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ

اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ آرہا ہے اور وہ ہے سُننے والا جاننے والا ف۵ اور جو کوئی محنت اُٹھائے سو اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے

اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ

اللہ کو پروا نہیں جہان والوں کی ف۶ اور جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام ہم اُتار دیں گے اُن پر سے

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷

بُرائیاں اُن کی اور بدلا دینگے اُن کو بہتر سے بہتر کاموں کا ف۷

(۱) **ہر مومن کا امتحان کیا جاتا ہے** یعنی زبان سے ایمان کا دعویٰ کرنا کچھ سہل نہیں جو دعوے کرے امتحان وابتلا کے لئے تیار ہو جائے یہ ہی کسوٹی ہے جس پر کھرا کھوٹا کہا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ سب سے سخت امتحان انبیاء کا ہے، اُن کے بعد صالحین کا، پھر درجہ بدرجہ اُن لوگوں کا جو اُن کے ساتھ مشابہت رکھتے ہوں۔ نیز امتحان آدمی کا اُس کی دینی حیثیت کے موافق ہوتا ہے۔ جس قدر کوئی شخص دین میں مضبوط اور سخت ہوگا اُسی قدر امتحان میں سختی کی جائیگی۔

(۲) **پچھلے لوگوں کے امتحان وآزمائش** یعنی پہلے نبیوں کے متبعین بڑے بڑے سخت امتحانوں میں ڈالے جا چکے ہیں۔ بخاری میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں فریاد کی کہ حضرت! ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیجئے اور دعا فرمایئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر سختی اور ظلم وستم کی انتہاء کر رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک (زندہ) آدمی کو زمین کھود کر (کھڑا) گاڑ دیا جاتا تھا۔ پھر اُس کے سر پر آرہ چلا کر بیچ سے دو ٹکڑے کر دیتے تھے

ف۱ نہ ہوگی۔ ف۲ بُرا فیصلہ۔

Brought To You By www.e-iqra.info

بعضوں کے بدن میں لوہے کی کنگھیاں پھرا کر چمڑا اور گوشت اُدھیڑ دیا جاتا تھا۔ تاہم یہ سختیاں اُنکو دین سے نہ ہٹا سکیں۔

(۳) دعویٰ ایمان میں سچ اور جھوٹ کی تمیز | یعنی اللہ تعالیٰ علانیہ ظاہر کر دیگا اور دیکھ لیگا کہ دعوئے ایمان میں کون سچّا نکلتا ہے اور کون جھوٹا، اسی کے موافق ہر ایک کو جزا دیجائے گی۔ (تنبیہ) "فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الخ" سے جو حدوث علم باری کا وہم ہوتا ہے اس کا نہایت محققانہ جواب مترجم علاّم قدس سرّہٗ نے دیا ہے۔ ملاحظہ کیا جائے پارہ دوم رکوع اوّل "اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ" کے تحت میں۔ ہم نے یہاں اُن توجیہات کی طرف اشارہ کر دیا ہے جو مفسرین نے لکھی ہیں۔

(۴) بُرائی کرنے والے اللہ سے نہیں بچ سکتے | حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ پہلی دو آیتیں مسلمانوں کے متعلق تھیں جو کافروں کی ایذاؤں میں گرفتار تھے، ---------- اور یہ آیت اُن کافروں سے متعلق ہے جو مسلمانوں کو ستا رہے تھے" (موضح) یعنی مومنین کے امتحانات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھیں کہ ہم مزے سے ظلم کرتے رہیں گے اور سختیوں سے بچے رہیں گے، وہ ہم سے بچ کر کہاں جا سکتے ہیں۔ جو سخت ترین سزا اُن کو ملنے والی ہے اس کے سامنے مسلمانوں کے امتحان کی سختی کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی اگر اس وقت کی عارضی مہلت سے انہوں نے یہ رائے قائم کر لی ہے کہ ہم ہمیشہ مامون رہیں گے اور سزا دہی کے وقت خدا کے ہاتھ نہ آئیں گے؟ تو حقیقت میں بہت ہی بُری بات طے کی ایسا احمقانہ فیصلہ آنیوالی مصیبت کو روک نہیں سکتا۔

(۵) مومنوں کا وعدہ بہت قریب ہے | یعنی جو شخص اس توقع پر سختیاں اُٹھا رہا ہے کہ ایک دن مجھے اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے جہاں بات بات پر پکڑ ہوگی۔ ناکامیاب ہوا تو یہاں کی سختیوں سے کہیں بڑھ کر سختیاں جھیلنی پڑیں گی اور کامیاب رہا تو ساری کلفتیں ڈھل جائیں گی اللہ کی خوشنودی اور اُس کا دیدار نصیب ہوگا۔ ایسا شخص یاد رکھے کہ اللہ کا وعدہ آ رہا ہے کوئی طاقت اُسے پھیر نہیں سکتی۔ اس کی اعلیٰ توقعات پوری ہو کر رہیں گی اور اس کی آنکھیں ضرور ٹھنڈی کیجائیں گی اللہ سب کی باتیں سنتا اور جانتا ہے، کسی کی محنت رائگاں نہ کریگا۔

(۶) انسان کی طاعت و عبادت اُسی کے لئے ہے | یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی کی طاعت سے کیا نفع اور معصیت سے کیا نقصان۔ وہ تو کلی طور پر بے نیاز ہے۔ ہاں بندہ اپنے پروردگار کی طاعت میں جس قدر محنت اٹھائیگا اس کا پھل دنیا و آخرت میں اسی کو ملیگا۔ پس مجاہدے کرنے والے یہ خیال کبھی نہ آنے دیں کہ ہم خدا کے رستہ میں اتنی محنت کر کے کچھ اُس پر احسان کر رہے ہیں؟ (العیاذ باللہ) اس کا احسان ہے کہ خود تمہارے فائدہ کے لئے طاعت و ریاضت کی توفیق بخشے ؎ من نکردم خلق تا سودے کنم ٭ بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم۔

(۷) ایمان اور عملِ صالح کی برکات | یعنی جہان سے بے پروا اور بے نیاز ہونے کے باوجود اپنی رحمت و شفقت سے تمہاری محنت کو ٹھکانے لگاتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور بُرائیاں مُعاف ہونگی" (موضح القرآن)۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا

اور ہم نے تاکید کر دی انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی سے رہنے کی اور اگر وہ تجھ سے زور کریں کہ تو شریک کرے میرا جس کی تجھ کو خبر نہیں ف۸ تو اُنکا

Brought To You By www.e-iqra.info

تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کہنا مت مان ف۹ مجھی تک پھر آنا ہے تم کو سو میں بتلا دونگا تمکو جو کچھ تم کرتے تھے ف۱۰ اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے

الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ۝۹ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوْذِیَ فِی

کام کیے ہم اُن کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں ف۱۱ اور ایک وہ لوگ ہیں کہ کہتے ہیں یقین لائے ہم اللہ پر پھر جب اس کو ایذا پہنچی اللہ

اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَىِٕنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا

کی راہ میں کرنے لگے لوگوں کے ستانے کو برابر اللہ کے عذاب کی ف۱۲ اور اگر آ پہنچے مدد تیرے رب کی طرف سے تو کہنے لگیں ہم تو تمہارے

مَعَكُمْ ؕ اَوَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۰ وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

ساتھ ہیں ف۱۳ کیا یہ نہیں کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ سینوں میں ہے جہان والوں کے ف۱۴ اور البتہ معلوم کریگا اللہ اُن لوگوں کو جو یقین لائے ہیں

وَلَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَلْنَحْمِلْ

اور البتہ معلوم کریگا جو لوگ دغاباز ہیں ف۱۵ اور کہنے لگے منکر ایمان والوں کو تم چلو ہماری راہ اور ہم اُٹھا لیں

خَطٰیٰكُمْ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۲ وَلَیَحْمِلُنَّ

تمہارے گناہ ف۱۶ اور وہ کچھ نہ اُٹھائیں گے اُن کے گناہ بیشک وہ جھوٹے ہیں اور البتہ اٹھائیں گے

اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۪ وَلَیُسْـَٔلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۝۱۳ ع

اپنے بوجھ اور کتنے بوجھ ساتھ اپنے بوجھ کے ف۱۷ اور البتہ اُن سے پوچھ ہوگی قیامت کے دن جو باتیں کہ جھوٹ بناتے تھے ف۱۸

(۸) **ماں باپ سے حُسن سلوک** یعنی تمام کائنات میں ایسی کوئی چیز ہے ہی نہیں جو خدا کی شریک ہو سکے۔ پھر اس کی خبر کسی کو کہاں سے ہوتی۔ جو لوگ شرکاء ٹھہراتے ہیں محض جاہلانہ اوہام اور بے سند خیالات کی پیروی کر رہے ہیں۔ واقع کی خبر انہیں کچھ بھی نہیں۔

(۹) **معصیت میں ماں باپ کی اطاعت کی ممانعت** دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں۔ پر اللہ کا حق اُن سے زیادہ ہے اُن کی خاطر دین نہ چھوڑے۔ (موضح) حدیث میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی والدہ نے جو مشرکہ تھی بیٹے کے اسلام کی خبر سن کر عہد کیا کہ دانہ پانی کچھ نہ چکھونگی نہ چھت کے نیچے آرام کروں گی تاوقتیکہ سعد (معاذ اللہ) اسلام سے نہ پھر جائے۔ چنانچہ کھانا پینا ترک کر دیا اور بالکل نڈھال ہو گئی۔ لوگ زبردستی منہ چیر کر کھانا پانی دیتے تھے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ گویا بتلا دیا کہ والدین کا اس طرح خلاف حق پر مجبور کرنا یہ بھی ایک ابتلاء و امتحان ہے، چاہیئے کہ مومن کے پائے ثبات کو لغزش نہ ہو۔

(۱۰) یعنی سب کو عدالت میں حاضر ہونا ہے اُس وقت بتلا دیا جائیگا کہ اولاد اور والدین میں سے کس کی زیادتی تھی اور کون حق پر تھا

(۱۱) **نیک اولاد کا انعام** یعنی جو اس قسم کی زبردست رکاوٹوں کے باوجود بھی ایمان اور نیکی کی راہ پر قائم رہے حق تعالیٰ اُن کا حشر اپنے خاص نیک بندوں میں کریگا ابن کثیرؒ لکھتے ہیں یعنی اولاد نے اگر ناحق بات میں والدین کا کہا نہ مانا اور والدین ناحق پر قائم رہے تو اولاد کا حشر صالحین کے زمرہ میں ہوگا، ان والدین کے زمرہ میں نہ ہوگا گو طبعی و نسبی تعلقات کی بناء پر وہ اُس سے سب سے زیادہ قریب تھے۔ معلوم ہوا "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" میں حُب دینی مراد ہے، حُب طبعی مراد نہیں۔

ف۱۳ تھے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۲) **ضعیف الایمان لوگوں کی حالت** یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو زبان سے اپنے کو مومن کہتے تھے۔ مگر دلوں میں ایمان راسخ نہیں تھا۔ اُن کو جہاں اللہ کے راستہ میں کوئی تکلیف پہنچی یا دین کی وجہ سے لوگوں نے ستایا تو اس آزمائش کو شدائد عذاب سمجھنے لگے۔ جس طرح آدمی عذاب الٰہی سے گھبرا کر جان بچانا چاہتا اور اپنے پہلے دعووں سے دست بردار ہونے لگتا ہے اور ناچار اعتراف کرتا ہے کہ میں غلطی پر تھا، یہ ہی حال ان ضعفاء القلوب کا ہے۔ جہاں دین کے معاملہ میں کوئی سختی پہنچی بس گھبرا کر دعوے ایمان سے دست بردار ہونا شروع کر دیا اور زبان سے یا عمل سے گویا اقرار کرنے لگے کہ ہم اس دعوے میں غلطی پر تھے یا ایسا دعوے کیا ہی نہ تھا۔

(۱۳) یعنی اگر مسلمانوں کی کوئی کامیابی اور عروج دیکھیں تو باتیں بنانے لگیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے اور اب بھی تمہارے اسلامی بھائی ہیں۔ خصوصاً اگر مسلمانوں کو فتح ہو اور فرض کیجئے یہ لوگ کفار کا ساتھ دیتے ہوئے اُن کے ہاتھ میں قید ہو جائیں، پھر تو نفاق و تملق کی کوئی حد نہ رہے۔

(۱۴) **اللہ دلوں کے حال جانتا ہے** یعنی جیسے کچھ یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اللہ کو سب معلوم ہے۔ کیا زبانی دعوے کر کے اللہ سے اپنے دلوں کا حال چھپا سکتے ہیں؟

(۱۵) **اعمال سے مومن و منافق کی پہچان** یعنی معلوم تو اُسے پہلے ہی سے سب کچھ ہے لیکن اب تمہارے اعمال و افعال کو دیکھ لیگا کہ کون اپنے کو سچا مومن ثابت کرتا ہے اور کون جھوٹا دغا باز منافق ہے (تنبیہ) اس قسم کے مواضع میں "لَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ" کے معنی "لَیُرِیَنَّ اللّٰہُ" کے لینا ابن عباس سے منقول ہے کما فی تفسیر ابن کثیرؒ۔

(۱۶) یعنی مسلمان کو چاہئے ایمان پر مضبوط رہے، نہ کوئی تکلیف و ایذاء دہی اس کو طریق استقامت سے ہٹا سکے اور نہ کفار کی احمقانہ استمالت سے متاثر ہو۔ مثلاً کفار مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم اسلام چھوڑ کر پھر اپنی برادری میں آملو اور ہماری راہ پر چلو، تمام تکلیفوں اور ایذاؤں سے بچ جاؤ گے مفت میں کیوں مصیبتیں جھیل رہے ہو۔ اور اگر ایسا کرنے میں گناہ سمجھتے اور مواخذہ کا اندیشہ رکھتے ہو تو خدا کے ہاں بھی ہمارا نام لے دینا کہ انہوں نے ہم کو یہ مشورہ دیا تھا۔ اگر ایسی صورت پیش آئی تو ساری ذمہ داری ہم اُٹھالیں گے اور تمہارے گناہ کا بوجھ اپنے سر رکھ لیں گے۔ کما قال الشاعر ع تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر۔

(۱۷) **مسلمانوں کے اعمال کی جھوٹی ذمہ داری** یعنی جھوٹے ہیں، تمہارا بوجھ رتی برابر بھی ہلکا نہیں کر سکتے۔ ہاں اپنا بوجھ بھاری کر رہے ہیں۔ ایک تو ان کے ذاتی گناہوں کا بار تھا، اب دوسروں کے اغواء و اضلال کے بار نے اُس میں مزید اضافہ کر دیا حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "کوئی چاہے کہ رفاقت کر کے کسی کے گناہ اپنے اوپر لے لے، یہ نہیں ہوگا۔ مگر جس کو گمراہ کیا اور اس کے بہکائے سے اُس نے گناہ کیا، وہ گناہ اِس پر بھی اور اُس پر بھی" (موضح) جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ دنیا میں جو کوئی کسی کو (ناحق) قتل کرے، اُس کے گناہ کا حصہ آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) کو پہنچتا ہے۔ جس نے اوّل یہ بری راہ نکالی۔

(۱۸) یعنی جو جھوٹی باتیں بناتے ہیں کہ ہم تمہارا بوجھ اُٹھالیں گے، یہ خود مستقل گناہ ہے جس پر ماخوذ ہونگے۔ آگے چند قصص کے ضمن میں متنبہ کیا گیا ہے کہ سچوں کے مقابلہ میں ہمیشہ سے جھوٹے اغواء اور شرارت کرتے رہے ہیں اور سچوں کو مدتوں تک امتحان و ابتلاء کے دور میں سے گذرنا پڑا ہے مگر آخری نتیجہ انہی کے حق میں بہتر ہوا، منکر اور شریر لوگ خائب و خاسر رہے سچے کامیاب و سربلند ہوئے۔ اشقیاء کے تمام مکائد تار عنکبوت سے زیادہ ثابت نہ ہوئے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ط

اور ہم نے بھیجا نوح کو اُس کی قوم کے پاس پھر رہا اُن میں ہزار برس پچاس برس کم ف۱۹

فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾

پھر پکڑا اُن کو طوفان نے اور وہ گنہگار تھے ف۲۰ پھر بچا دیا ہم نے اُسکو اور جہاز والوں کو ف۲۱ اور رکھا ہمنے جہاز کو نشانی جہاں والوں کی واسطے ف۲۲

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا

اور ابراہیم کو جب کہا اُس نے اپنی قوم کو بندگی کرو اللہ کی اور ڈرتے رہو اُس سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو تم تو

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ط اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

پوجتے ہو اللہ کے سوائے یہی بتوں کے تھان اور بناتے ہو جھوٹی باتیں ف۲۳ بیشک جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے

اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ط اِلَيْهِ

سوائے وہ مالک نہیں تمہاری روزی کے سو تم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روزی اور اُس کی بندگی کرو اور اُس کا حق مانو اُسی کی

تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ط وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

طرف پھر جاؤ گے ف۲۴ اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو جھٹلا چکے ہیں بہت فرقے تم سے پہلے اور رسول کا ذمہ تو بس یہی ہے پیغام پہنچا دینا

الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ط اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾

کھول کر ف۲۵ کیا دیکھتے نہیں کیونکر شروع کرتا ہے اللہ پیدائش کو پھر اس کو دہرائیگا ف۲۶ یہ اللہ پر آسان ہے ف۲۷

(۱۹) **حضرت نوح کی عمر ۹۵۰ سال** ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت نوح چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے۔ ساڑھے نو سو برس دعوت و تبلیغ اور سعی و اصلاح میں مصروف رہے۔ پھر طوفان آیا، طوفان کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے اس طرح کل عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔

(۲۰) یعنی جب گناہوں اور شرارتوں سے باز نہ آئے تو طوفان نے سب کو گھیر لیا۔ بجز چند نفوس کے سب ہلاک ہو گئے۔

(۲۱) یعنی جو آدمی یا جانور جہاز پر سوار تھے اُن کو نوح علیہ السلام کی معیّت میں ہم نے محفوظ رکھا۔ سورۂ "ہود" میں یہ قصّہ مفصل گذر چکا۔

(۲۲) **کشتی نوح نشانِ عبرت ہے** کہتے ہیں حضرت نوح کا جہاز مدّت دراز تک "جودی" پر لگا رہا۔ تا دیکھنے والوں کے لیے عبرت ہو اور اب جو جہاز اور کشتیاں موجود ہیں یہ بھی ایک نشانی ہے جسے دیکھ کر سفینہ نوح کی یاد تازہ ہوتی اور قدرتِ الٰہی کا نمونہ نظر آتا ہے۔ یا شاید یہ مراد ہو کہ کشتی کے اس قصّہ کو ہم نے ہمیشہ کے لئے نشان عبرت بنا دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جس وقت یہ سورۃ اُتری ہے۔ حضرت کے بہت سے اصحاب کافروں کی ایذاؤں سے تنگ آکر جہاز پر سوار ہو کر ملک حبشہ کی طرف گئے تھے جب حضرت مدینہ ہجرت کر آئے تب وہ جہاز والے صحابہ بھی سلامتی سے آملے" (موضح بتغییر یسیر) گویا نوح و سفینہ نوح کی تاریخ اس رنگ میں دہرائی گئی۔

(۲۳) **جھوٹے اوہام کی پیروی** یعنی جھوٹے عقیدے تراشتے ہو اور جھوٹے خیالات و اوہام کی پیروی کرتے ہو، چنانچہ اپنے

Brought To You By www.e-iqra.info

ہاتھوں سے یہ بُت بنا کر کھڑے کر لئے ہیں جنہیں جھوٹ موٹ خدا کہنے لگے۔

(۲۴) **روزی اللہ کے پاس ہے** | حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتی ہے۔ سو جان رکھو کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا وہ ہی دیتا ہے اپنی خوشی کے موافق۔" لہٰذا اس کے شکر گذار بنو اور اُسی کی بندگی کرو۔ وہیں تم کو لوٹ کر جانا ہے، آخر اُس وقت کیا منہ دکھاؤ گے۔

(۲۵) **رسولؐ کے ذمے صرف پیغام دینا ہے** | یعنی جھٹلانے سے میرا کچھ نہیں بگڑتا، میں صاف صاف تبلیغ و نصیحت کر کے اپنا فرض ادا کر چکا، بھلا بُرا سمجھا چکا، نہ مانو گے نقصان اُٹھاؤ گے جیسے "عاد" و "ثمود" وغیرہ تم سے پہلے اُٹھا چکے ہیں۔

(۲۶) **اپنی ذات میں غور کرو** | یعنی خود اپنی ذات میں غور کرو، پہلے تم کچھ نہ تھے، اللہ نے تم کو پیدا کیا، اسی طرح مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کر دیگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "شروع تو دیکھتے ہو، دوہرانا اسی سے سمجھ لو۔"

(۲۷) یعنی اللہ کے نزدیک تو کوئی چیز بھی مشکل نہیں۔ البتہ تمہارے سمجھنے کی بات ہے کہ جس نے بدون نمونہ کے اوّل ایک چیز کو بنایا، نمونہ قائم ہونے کے بعد بنانا تو اور زیادہ آسان ہونا چاہیئے۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنْشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۚ

تو کہہ ملک میں پھرو پھر دیکھو کیونکر شروع کیا ہے پیدائش کو پھر اللہ اُٹھائیگا پچھلا اُٹھان ع ف۲۸

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَإِلَيْهِ

بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف۲۹ دُکھ دیگا جس کو چاہے اور رحم کریگا جس پر چاہے ف۲۹ اور اُسی کی

تُقْلَبُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ

طرف پھر جاؤ گے اور تم عاجز کرنے والے نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ سے ورے

مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَئِسُوا مِنْ رَحْمَتِي

حمایتی اور نہ مددگار ف۳۰ اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے اور اُس کے ملنے سے وہ ناامید ہوئے میری رحمت سے ف۳۱

وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٣﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ

اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے پھر کچھ جواب نہ تھا اُس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے اُس کو مار ڈالو یا جلا دو ف۳۲

فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٢٤﴾ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ

پھر اُس کو بچا دیا اللہ نے آگ سے ف۳۳ اس میں بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو یقین لاتے ہیں ف۳۴ اور ابراہیم بولا ف۳۵ جو ٹھہرائے ہیں تم نے اللہ کے

دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ

سوائے بتوں کے تھان سو دوستی کر کر آپس میں دنیا کی زندگانی میں ف۳۶ پھر دن قیامت کے منکر ہو جاؤ گے ایک سے

بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿٢٥﴾

ایک اور لعنت کرو گے ایک کو ایک ف۳۷ اور ٹھکانا تمہارا آگ ہے اور کوئی نہیں تمہارا مددگار ف۳۸

ع ۹ ۱۴

وقف لازم

منزل ۵

ف۱ پیدا کریگا پچھلی پیدائش۔ ف۲ اُٹھانا ف۳ عذاب۔ ف۴ سو آپس کی دوستی سے۔

پ ۲۰

Brought To You By www.e-iqra.info

(۲۸) **زمین میں چل پھر کر دیکھو** یعنی اپنی ذات کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کی پیدائش میں بھی غور کرو۔ اور چل پھر کر دیکھو کہ کیسی کیسی مخلوق خدا نے پیدا کی ہے۔ اسی پر دوسری زندگی کو قیاس کر لو۔ اس کی قدرت اب کچھ محدود تو نہیں ہو گئی۔

(۲۹) یعنی دوبارہ پیدا کر کے جسے اپنی حکمت کے موافق چاہیگا سزا دیگا۔ اور جس پر چاہیگا اپنے فضل و کرم سے مہربانی فرمائیگا۔

(۳۰) **خدا کے مجرم کے لئے کوئی پناہ نہیں** یعنی جس کو اللہ تعالیٰ سزا دینا چاہے وہ نہ زمین کے سوراخوں میں گھس کر سزا سے بچ سکتا ہے نہ آسمان میں اڑ کر، کوئی بلندی یا پستی خدا کے مجرم کو پناہ نہیں دے سکتی نہ کوئی طاقت اسکی حمایت اور مدد کو پہنچ سکتی ہے

(۳۱) **کفار کی اللہ کی رحمت سے مایوسی** یعنی جنہوں نے اللہ کی باتوں کا انکار کر دیا اور اس سے ملنے کی امید نہیں رکھی (کیونکہ وہ بعث بعد الموت کے قائل ہی نہ ہوئے) انہیں رحمتِ الٰہی کی امید کیونکر ہو سکتی ہے۔ لہٰذا وہ آخرت میں بھی محروم و مایوس ہی رہیں گے۔ یہ گویا "مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللّٰهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ لَآتٍ" کا عکس ہوا۔

(۳۲) **حضرت ابراہیمؑ کے زندہ جلانے کا فیصلہ** یعنی ابراہیم کی تمام معقول باتیں اور دلائل و براہین سن کر جب ان کے ہم قوم جواب سے عاجز ہوئے تو قوت کے استعمال پر اتر آئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ یا تو قتل کر کے ایک دم ان کا قصہ ہی تمام کر دو اور یا آگ میں جلا ڈالو۔ شاید تکلیف محسوس کر کے اپنی باتوں سے باز آجائے تو نکال لیں گے ورنہ راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ جائیگا۔

(۳۳) یعنی انہوں نے مشورہ کر کے آگ میں ڈالدیا، مگر حق تعالیٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا۔ جیسا کہ سورۂ "انبیاء" میں مفصلاً گذر چکا ہے

(۳۴) یعنی اس واقعہ سے سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے سچے بندوں کو کس طرح بچا لیتا ہے اور مخالفین حق کو کس طرح خائب و خاسر کرتا ہے۔ نیز یہ معلوم ہوا کہ ہر چیز کی تاثیر اُس کے حکم سے ہے جب حکم نہ ہو تو آگ جیسی چیز جلا نہیں سکتی۔

(۳۵) یعنی آگ سے نکل کر پھر نصیحت شروع کر دی۔

(۳۶) **بت پرستی کی اصل غرض و غائت** یعنی بت پرستی کو کون عقلمند جائز رکھ سکتا ہے، بت پرست بھی دل میں جانتے ہیں کہ یہ نہایت مہمل حرکت ہے۔ مگر شیرازہ قومی کو جمع رکھنے کے لیے ایک مذہب ٹھہرا لیا ہے کہ اس کے نام پر تمام قوم متحد و متفق رہے اور ایک دوسرے کے دوست بنے رہیں جیسا کہ آج کل ہم یورپ کی عیسائی قوموں کا حال دیکھتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ بت پرستی کا شیوع و رواج اس بناء پر نہیں ہوا کہ وہ کوئی معقول چیز ہے بلکہ اندھی تقلید، قومی مروت، و لحاظ اور تعلقات باہمی کا دباؤ اس کا بڑا سبب ہے۔ یا یہ غرض ہو کہ بت پرستی کی اصل جڑ آپس کی محبت اور درستی تھی۔ ایک قوم میں کچھ نیک آدمی جنہیں لوگ محبوب رکھتے تھے انتقال کر گئے، لوگوں نے جوشِ محبت میں اُن کی تصویریں بنا کر بطور یادگار رکھ لیں، پھر تصویروں کی تعظیم کرنے لگے ..... وہی تعظیم بڑھتے بڑھتے عبادت بن گئی۔ یہ سب احتمالات آیت میں مفسرین نے بیان کیے ہیں۔ اور ممکن ہے "مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ" سے بت پرستوں کی اپنے بتوں سے جو محبت ہے وہ مراد ہو جیسا کہ دوسری جگہ "اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ" فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۷) **آخرت میں مشرکین اور شرکاء کی ایک دوسرے پر لعنت** یعنی یہ سب دوستیاں اور محبتیں چند روزہ ہیں۔ قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن بنو گے اور بعض بعض کو لعنت کرو گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی وہ شیطان جن کے نام کے تھان ہیں اللہ کے روبرو منکر ہونگے کہ ہم نے نہیں کہا کہ ہم کو پوجو۔ تب یہ پوجنے والے اُن کو لعنت کریں گے کہ ہماری نذر و نیاز لے کر وقت پر پھر گئے۔" (موضح)

(۳۸) جو دوزخ کی آگ سے تم کو بچا لے، جیسے میرے پروردگار نے تمہاری آگ سے مجھ کو بچا لیا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا

پھر مان لیا اُس کو لوط نے اور وہ[1] بولا میں تو وطن چھوڑتا ہوں اپنے رب کی طرف بیشک وہی ہے زبردست حکمت والا ف۳۹ اور دیا ہم نے

لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی

اُس کو اسحٰق اور یعقوب ف۴۰ اور رکھ دی اُس کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب ف۴۱ اور دیا ہم نے اُس کو اس کا ثواب دنیا

الدُّنْیَا ۚ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

میں اور وہ آخرت میں البتہ نیکوں سے ہے ف۴۲ اور بھیجا لوط کو جب کہا اپنی قوم کو تم آتے ہو

الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ

بیحیائی کے کام پر تم سے پہلے نہیں کیا وہ کسی نے جہان میں ف۴۳ کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر اور

تَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ

راہ مارتے ہو ف۴۴ اور کرتے ہو اپنی مجلس میں بُرا کام ف۴۵ پھر کچھ جواب نہ تھا اُس کی قوم کا مگر

اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ

یہی کہ بولے لے آ ہم پر عذاب اللہ کا اگر تو ہے سچا ف۴۶ بولا اے رب، میری مدد کر

عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۳۰﴾ ع

ان شریر لوگوں پر ف۴۷

(۳۹) **حضرت لوطؑ کا ایمان اور ہجرت** حضرت لوط حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ ابراہیم کو اُن کی قوم کے کسی مرد نے نہ مانا۔ البتہ لوط نے فوراً بلا توقف تصدیق کی۔ دونوں کا وطن "عراق" میں شہر بابل تھا۔ خدا کے توکل پر وطن سے نکل کھڑے ہوئے اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا۔ (تنبیہ) "وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ" میں دونوں احتمال ہیں، قائل ابراہیم ہوں یا لوط علیہما السلام۔

(۴۰) یعنی اسحاق بیٹا اور یعقوب پوتا دیا۔ جن کی نسل "بنی اسرائیل" کہلاتی ہے۔

(۴۱) **اولاد ابراہیم میں دائمی نبوت** یعنی ابراہیم کے بعد بجز اُن کی اولاد کے کسی کو کتاب آسمانی اور پیغمبری نہ دیجائے گی۔ چنانچہ جس قدر انبیاء اُن کے بعد تشریف لائے اُن ہی کی ذریت سے تھے۔ اِسی لئے اُن کو "ابو الانبیاء" کہا جاتا ہے۔

(۴۲) **حضرت ابراہیمؑ پر دنیا اور آخرت کے انعامات** یعنی دنیا میں حق تعالیٰ نے مال، اولاد، عزت اور ہمیشہ کا نام نیک دیا، اور ملک شام ہمیشہ کے لئے اُن کی اولاد کو بخشا۔ (کذا فی الموضح) اور آخرت میں اعلیٰ درجہ کے صالحین کی جماعت میں (جو انبیائے اولوالعزم کی جماعت ہے) شامل رکھا۔

(۴۳) **حضرت لوطؑ کی قوم کو نصیحت** یعنی یہ فعل شنیع تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ یہ ہی اس کی دلیل ہے کہ فطرت انسانی اس سے نفور ہے۔ ایسے خلاف فطرت و شریعت کام کی بنیاد تم نے ڈالی۔

(۴۴) راہ مارنے سے مراد ممکن ہے ڈاکہ زنی ہو، یہ بھی اُن میں رائج ہوگی، یا اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ ڈر

[1] ابراہیم۔

Brought To You By www.e-iqra.info

کے مارے اُس طرف ہو کر نہ نکلیں۔ یا "تَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ" کا مطلب یہ ہو کہ فطری اور معتاد راستہ کو چھوڑ کر توالد و تناسل کا سلسلہ منقطع کر رہے تھے۔

(۴۵) **قوم کی علانیہ بے حیائی** شاید یہ ہی بدکاری علانیہ لوگوں کے سامنے کرتے ہونگے اس بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ اور گھٹیے اور چھیڑ اور بے شرمی کی باتیں کرتے ہونگے۔

(۴۶) **حضرت لوطؑ کی قوم کا استہزاء** یعنی اگر تم سچے نبی ہو اور واقعی سچ کہتے ہو کہ ہمارے یہ کام خراب اور مستوجب عذاب ہیں تو دیر کیا ہے وہ عذاب لے آئیے۔ دوسری جگہ فرمایا "وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ" (اعراف رکوع ۱۰) یعنی اُن کی قوم کا جواب یہی تھا کہ لوطؑ کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکال باہر کرو۔ یہ بڑے پاک بننا چاہتے ہیں۔ شاید قوم میں سے بعض نے یہ، بعض نے وہ جواب دیا ہوگا۔ یا ایک وقت میں ایک بات اور دوسرے میں دوسری کہی ہوگی۔ مثلاً اوّل عذاب کی دھمکیوں کا مذاق اڑایا، پھر آخری فیصلہ یہ ہوگا کہ انہیں بستی سے نکال دیا جائے۔ بہرحال ثابت ہو گیا کہ وہ قوم نہ صرف اس فعل شنیع کی مرتکب اور بانی تھی بلکہ اُس کو جاری رکھنے پر اس قدر اصرار تھا کہ نصیحت کرنے والے پیغمبر کو اپنی بستی سے نکالنے پر تیار ہو گئے۔ اُن کی فطرت اور طبائع اس قدر مسخ ہو چکی تھیں کہ خوف خدا کا کوئی شائبہ دلوں میں باقی نہ رہا تھا، عذاب کی دھمکیوں کا مذاق اُڑاتے تھے اور پیغمبر کے مقابلہ پر آمادہ تھے۔ جُرم کی یہ ہی نوعیت اُن کے ہلاک کرنے کے لئے کافی تھی۔ اور اگر اس کے ساتھ توحید کے بھی قائل نہ تھے تو "کڑوا کریلا نیم چڑھا" سمجھیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ توحید کی دعوت حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے مشتہر ہو کر پہنچ چکی ہوگی۔ اس لئے لوط علیہ السلام خاص اسی فعل شنیع سے روکنے پر مامور ہوئے اور ممکن ہے انہوں نے توحید وغیرہ کی دعوت بھی دی ہو۔ مگر اُس کو یہاں نقل نہیں فرمایا۔ واللہ اعلم۔

(۴۷) **حضرت لوطؑ کی بددعاء** یہ اُن کی طرف سے مایوس ہو کر فرمایا، شاید سمجھ گئے ہوں گے کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی درست ہونے والی نہیں۔ وہ بھی انہی کے نقش قدم پر چلیں گی۔ جیسے نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا "اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا" (نوح رکوع ۲) کذا قال النیشابوری فی تفسیرہ۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ

اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر بولے ہم کو غارت کرنا ہے اس بستی والوں کو

اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۡ

بیشک اُس کے لوگ ہو رہے ہیں گنہگار ف۴۸ بولا اُس میں تو لوط بھی ہے ف۴۹ وہ بولے ہم کو خوب معلوم ہے جو کوئی اُس میں ہے

لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا

ہم بچا لیں گے اسکو اور اُس کے گھر والوں کو مگر اُس کی عورت کہ رہے گی رہ جانے والوں میں ف۵۰ اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس

سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ڰ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ

ناخوش ہوا اُن کو دیکھ کر اور تنگ ہوا دل میں ف۵۱ اور وہ بولے مت ڈر اور غم نہ کھا ہم بچائیں گے تجھ کو اور تیرے گھر کو

اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾

مگر عورت تیری رہ گئی رہ جانے والوں میں

Brought To You By www.e-iqra.info

(۴۸) **بشارت اور عذاب لانے والے فرشتے** لوط علیہ السّلام کی دُعاء پر فرشتوں کو اُس بستی کے تباہ کرنے کا حکم ہوا۔ فرشتے اوّل حضرت ابراہیم کے پاس پہنچے، اُن کو بڑھاپے میں بیٹے کی بشارت سنائی، اور اطلاع دی کہ ہم اس بستی (سُدُوم) کو تباہ و برباد کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ کیونکہ وہاں کے لوگ کسی طرح اپنی حرکات شنیعہ سے باز نہیں آتے ان واقعات کی تفصیل سورہ اعراف ہود اور حجر وغیرہ میں گذر چکی ہے۔ (تنبیہ) شاید ہلاکت کی خبر کے ساتھ بیٹے کی بشارت دینے کا مطلب یہ ہو کہ ایک قوم سے اگر خدا کی زمین خالی کی جانے والی ہے تو دوسری طرف حق تعالیٰ ایک عظیم الشان قوم "بنی اسرائیل" کی بنیاد ڈالنے والا ہے۔ تنبّہ علیہ العلّامۃ النیسابوری فی تفسیرہ۔

(۴۹) **حضرت ابرہیم کا حضرت لوطؑ کے بارے میں اندیشہ** یعنی کیا لوطؑ کی موجودگی میں بستی کو تباہ کیا جائیگا؟ یا انہیں وہاں سے علیحدہ کر کے تعذیب کی کارروائی عمل میں لائی جائیگی؟ غالباً حضرت ابراہیم کو ازراہ شفقت خیال آیا کہ اگر لوط کی آنکھوں کے سامنے یہ آفت نازل ہوئی تو عجب نہیں کہ عذاب کا ہولناک منظر دیکھنے سے وحشت اور گھبراہٹ ہو۔ فرشتوں نے اپنے کلام میں کوئی استثناء کیا نہ تھا۔ اس سے اُن کے ذہن میں یہ ہی شق آئی ہو گی کہ لوطؑ کی موجودگی میں کارروائی کریں گے۔ واللہ اعلم۔

(۵۰) **فرشتوں کا جواب** یعنی فرشتوں نے اطمینان دلایا کہ ہم سب کو جانتے ہیں جو وہاں رہتے ہیں اور جو اُن میں خدا کے مجرم ہیں تنہا لوطؑ نہیں، بلکہ اُس کے گھر والوں کو بھی کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ سب کو عذاب کے موقع سے علیحدہ کر لیں گے صرف اس کی ایک عورت وہاں رہ جائیگی۔ کیونکہ اُس پر بھی عذاب آنا ہے۔

(۵۱) **حضرت لوطؑ کے مہمان فرشتے** فرشتے نہایت حسین و جمیل امردوں کی شکل میں وہاں پہنچے حضرت لوطؑ نے اوّل پہچانا نہیں بہت تنگدل اور ناخوش ہوئے کہ اب ان مہمانوں کی عزّت قوم کے ہاتھ سے کس طرح بچاؤنگا۔ اگر اپنے یہاں نہ ٹھہراؤں تو اخلاق و مروت اور مہمان نوازی کے خلاف ہے۔ ٹھہراتا ہوں تو اس بدکار قوم سے آبرو کس طرح محفوظ رہے گی۔

إِنَّا مُنزِلُونَ عَلَىٰٓ أَهْلِ هَٰذِهِ ٱلْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ بِمَا كَانُوا۟ يَفْسُقُونَ ﴿٣٤﴾ وَ

ہم کو اُتارنی ہے اس بستی والوں پر ایک آفت آسمان سے اس بات پر کہ وہ نافرمان ہو رہے تھے ف۵۲ اور

لَقَد تَّرَكْنَا مِنْهَآ ءَايَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ

چھوڑ[1] رکھا ہم نے اُس کا نشان نظر آتا ہوا سمجھ دار لوگوں کے واسطے ف۵۳ اور بھیجا مدیَن[2] کے پاس اُن کے بھائی شعیب کو پھر بولا

يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱرْجُوا۟ ٱلْيَوْمَ ٱلْـَٔاخِرَ وَلَا تَعْثَوْا۟ فِى ٱلْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾ فَكَذَّبُوهُ

اے قوم بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو پچھلے دن کی ف۵۴ اور مت پھرو زمین میں خرابی مچاتے ف۵۵ پھر اُس کو جھٹلایا

فَأَخَذَتْهُمُ ٱلرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا۟ فِى دَارِهِمْ جَٰثِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَثَمُودَا۟ وَقَد تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن

تو پکڑ لیا اُن کو زلزلے[3] نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے اور ہلاک کیا عاد کو اور ثمود کو اور تم پر حال کھل چکا ہے اُن کے

مَّسَٰكِنِهِمْ ۖ وَزَيَّنَ لَهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ أَعْمَٰلَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ ٱلسَّبِيلِ وَكَانُوا۟ مُسْتَبْصِرِينَ ﴿٣٨﴾

گھروں سے ف۵۶ اور فریفتہ کیا اُن کو شیطان نے اُن کے کاموں پر پھر روک دیا اُن کو راہ سے اور تھے ہوشیار ف۵۷

[1] باقی۔ [2] مدین والوں۔ [3] بھونچال۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۵۲) یعنی اپنی قوم کی شرارت سے ڈر ئے مت، یہ کچھ نہیں کر سکتی اور ہمارے بچاؤ کے لئے غمگین نہ ہو ہم آدمی نہیں، فرشتے ہیں، جو تجھ کو اور تیرے ہم مشرب گھر والوں کو بچا کر اس قوم کو غارت کرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ قصہ پہلے کئی جگہ گذر چکا۔

(۵۳) **قوم لوط کی تباہی کے نشانات** یعنی اُن کی اُلٹی ہوئی بستیوں کے نشان مکہ والوں کو ملک شام کے سفر میں دکھائی دیتے تھے

(۵۴) یعنی آخرت کی طرف سے غافل نہ بنو، اکیلے خدائے واحد کی پرستش کرو۔

(۵۵) **حضرت شعیب کی قوم کو نصیحت** خرابی مچانے سے شاید مراد ہے لین دین میں دغابازی کرنا، سود بٹہ لگانا، جیسا کہ اُن کی عادت تھی۔ اور ممکن ہے رہزنی بھی کرتے ہوں، وقیل غیر ذالک۔

(۵۶) یعنی اُن کی بستیوں کے کھنڈر تم دیکھ چکے ہو۔ اُن سے عبرت حاصل کرو۔

(۵۷) یعنی دنیا کے کام میں ہشیار تھے اور اپنے نزدیک عقلمند تھے، پر شیطان کے بہکائے سے نہ بچ سکے۔

وَقٰرُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَ

اور ہلاک کیا قارون اور فرعون اور ہامان کو اور اُن کے پاس پہنچا موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر پھر بڑائی کرنے لگے ملک میں اور

مَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۚ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ

نہیں تھے ہم سے جیت جانیوالے ف۵۸ پھر سب کو پکڑا ہم نے اپنے اپنے گناہ پر ف۵۹ پھر کوئی تھا کہ اُس پر ہم نے بھیجا پتھراؤ ہوا سے ف۶۰

وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ

اور کوئی تھا کہ اُس کو پکڑا چنگھاڑ نے ف۶۱ اور کوئی تھا کہ اُس کو دھنسا دیا ہم نے زمین میں ف۶۲ اور کوئی تھا کہ اُس کو ڈبا دیا ہم نے ف۶۳

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ

اور اللہ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرے پر تھے وہ اپنا آپ ہی بُرا کرتے ف۶۴ مثال اُن لوگوں کی جنہوں نے پکڑے

دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ

اللہ کو چھوڑ کر اور حمایتی جیسے مکڑی کی مثال بنالیا اُس نے ایک گھر اور سب گھروں میں بودا سو مکڑی

الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

کا گھر اگر اُن کو سمجھ ہوتی ف۶۵

وقف لازم

(۵۸) **ان قوموں کے غرور کا انجام** یعنی کھلی نشانیاں دیکھ کر بھی حق کے سامنے نہ جھکے اور کبر و غرور نے اُن کی گردن نیچے نہ ہونے دی۔ پھر نتیجہ کیا ہوا؟ کیا بڑے بن کر سزا سے بچ گئے؟ یا العیاذ باللہ خدا کو تھکا دیا۔

(۵۹) یعنی ان میں سے ہر ایک کو اس کے جُرم کے موافق سزا دی گئی۔

(۶۰) یہ قوم لوط ہے اور بعض نے "عاد" کو بھی اس میں داخل کیا ہے۔

(۶۱) یہ "ثمود" تھے اور اہل "مدین" بھی۔

(۶۲) یعنی قارون کو، جیسا کہ سورۂ قصص میں گذرا۔

(۶۳) یہ فرعون و ہامان ہوئے اور بعض نے قوم نوح کو بھی اس میں داخل کیا ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۶۴) یعنی اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ کوئی ناانصافی یا بے موقع کام کرے، اس کی بارگاہ عیوب و نقائص سے بکلی مبرّا و منزہ ہے۔ ظلم تو وہاں متصور ہی نہیں، ہاں بندے خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں یعنی ایسے کام کرتے ہیں جن کا نتیجہ لامحالہ اُن کے حق میں بُرا ہے۔

(۶۵) **مشرکین کی مثال مکڑی کے گھر سے** یعنی گھر اس واسطے ہے کہ جان و مال کا بچاؤ ہو، نہ مکڑی کا جالا کہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے۔ یہ ہی مثال اس کی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچانے والا اور محافظ سمجھے، بدون مشیت الٰہی کچھ بچاؤ نہیں کر سکتے۔

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ

اللہ جانتا ہے جس جس کو وہ پکارتے ہیں اس کے سوائے کوئی چیز ہو ف۶۶ اور وہ زبردست ہی حکمتوں والا ف۶۷ اور یہ

الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿٤٣﴾ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

مثالیں بٹھلاتے[1] ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور اُن کو سمجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے ف۶۸ اللہ نے بنائے آسمان اور زمین

بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٤﴾ ع ۴ ۱۶

جیسے چاہیں ف۶۹ اس میں نشانی ہے یقین لانے والوں کے لئے ف۷۰

(۶۶) یعنی ممکن تھا سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک ہی ذیل میں کھینچ دیا کسی کو مستثنیٰ نہ کیا۔ بعض لوگ بت کو پوجتے ہیں، بعض آگ پانی کو، بعض اولیاء یا فرشتوں کو، سو اللہ نے فرمادیا کہ اللہ کو سب معلوم ہیں۔ اگر کوئی ایک بھی ان میں سے مستقل قدرت و اختیار رکھتا تو اللہ سب کی یک قلم نفی نہ کرتا۔

(۶۷) یعنی اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہئے، وہ زبردست ہے، اور مشورہ نہیں چاہئے کیونکہ حکیم مطلق ہے۔

(۶۸) **اللہ کی مثالوں کو عاقل ہی سمجھتے ہیں** مشرکین مکہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ "مکڑی" اور "مکھی" وغیرہ حقیر چیزوں کی مثالیں بیان کرتا ہے جو اُس کی عظمت کے منافی ہیں اس کا جواب دیا کہ مثالیں اپنے موقع کے لحاظ سے نہایت موزوں اور مثل کے پوری منطبق ہیں۔ مگر سمجھ دار ہی اُس کا مطلب ٹھیک سمجھتے ہیں۔ جاہل بے وقوف کیا جانیں۔ مثال کا انطباق مثال دینے والے کی حیثیت پر نہیں کرنا چاہئے بلکہ جس کی مثال ہے اُس کی حیثیت کو دیکھو، اگر وہ حقیر و کمزور ہے تو تمثیل بھی ایسی ہی حقیر و کمزور چیزوں سے ہوگی۔ مثال دینے والے کی عظمت کا اس سے کیا تعلق۔

(۶۹) یعنی نہایت حکمت سے بنایا، بیکار پیدا نہیں کیا۔

(۷۰) **مخلوقات میں مومن کے لئے نشانیاں** یعنی جب آسمان و زمین اُس اکیلے نے بنادیے تو چھوٹے چھوٹے کاموں میں اُسے کسی شریک یا مددگار کی کیا احتیاج ہوگی۔ ہوتی تو اُن بڑے کاموں میں ہوتی۔

---

[1] چسپاں کرتے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ

تو پڑھ جو اُتری تیری طرف کتاب ف۷۱ اور قائم رکھ نماز بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی اور بُری

الْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا

بات سے ف۷۲ اور اللہ کی یاد ہی سب سے بڑی ف۷۳ اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۷۴ اور جھگڑا نہ کرو اہل کتاب سے مگر

بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ

اس طرح پر جو بہتر ہو مگر جو اُن میں بے انصاف ہیں ف۷۵ اور یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو اُترا ہم کو اور اُترا تم کو ف۷۶

وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ

اور بندگی ہماری اور تمہاری ایک ہی کو ہے اور ہم اُسی کے حکم پر چلتے ہیں ف۷۷ اور ویسی ہی ہم نے اُتاری تجھ پر کتاب ف۷۸ سو جن کو

اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا

ہم نے کتاب دی ہے وہ اُس کو مانتے ہیں اور ان مکہ والوں میں بھی بعضے ہیں کہ اس کو مانتے ہیں اور منکر وہی ہیں ہماری باتوں سے جو

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ

نافرمان ہیں ف۷۹ اور تو پڑھتا نہ تھا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے تب تو البتہ شبہ میں پڑتے

الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ

یہ جھوٹے ف۸۰ بلکہ یہ قرآن تو آیتیں ہیں صاف اُن لوگوں کے سینوں میں جن کو ملی ہے سمجھ ف۸۱ اور منکر نہیں ہماری باتوں سے

اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ

مگر وہی جو بے انصاف ہیں ف۸۲ اور کہتے ہیں کیوں نہ اُتریں اس پر کچھ نشانیاں اُس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں اختیار میں

اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۵۰﴾

اللہ کے اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھولکر ف۸۳

(۷۱) تلاوتِ قرآن کا حکم | یعنی قرآن کی تلاوت کرتے رہیئے تا دل مضبوط اور قوی رہے، تلاوت کا اجر و ثواب الگ حاصل ہوا سکے معارف و حقائق کا انکشاف بیش از بیش ترقی کرے۔ دوسرے لوگ بھی سُن کر اُس کے مواعظ اور علوم و برکات سے منتفع ہوں، جو نہ مانیں اُن پر خدا کی حجت تمام ہو، اور دعوت و اصلاح کا فرض بحسن و خوبی انجام پاتا رہے۔

(۷۲) نماز روحانی بیماریوں کا علاج ہے | نماز کا بُرائیوں سے روکنا دو معنی میں ہو سکتا ہے۔ ایک بطریق تسبب، یعنی نماز میں اللہ تعالیٰ نے خاصیت و تاثیر یہ رکھی ہو کہ نمازی کو گناہوں اور بُرائیوں سے روک دے جیسے کسی دوا کا استعمال کرنا بخار وغیرہ امراض کو روک دیتا ہے۔ اس صورت میں یاد رکھنا چاہیئے کہ دوا کے لئے ضروری نہیں کہ اس کی ایک ہی خوراک بیماری کو روکنے کے لئے کافی ہو جائے بعض دوائیں خاص مقدار میں مدت تک التزام کے ساتھ کھائی جاتی ہیں اُس وقت اُن کا نمایاں اثر ظاہر ہوتا ہے۔ بشرطیکہ مریض کسی ایسی چیز کا استعمال نہ کرے جو اُس دوا کی خاصیت کے منافی ہو۔ پس نماز بھی بلاشبہ بڑی قوی التاثیر دوا ہے جو روحانی بیماریوں کو روکنے

لہ ہمارے لئے۔ سہ تمہارے لئے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

یس اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ہاں ضرورت اس کی ہے کہ ٹھیک مقدار میں اُس احتیاط اور بدرقہ کے ساتھ جو اطبائے روحانی نے تجویز کیا ہو خاصی مدّت تک اس پر مواظبت کی جائے۔ اُس کے بعد مریض خود محسوس کریگا کہ نماز کس طرح اُس کی پُرانی بیماریوں اور برسوں کے روگ کو دور کرتی ہے۔ دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ نماز کا بُرائیوں سے روکنا بطور اقتضاء ہو۔ یعنی نماز کی ہر ایک ہیات اور اس کا ہر ایک ذکر مقتضی ہے کہ جو انسان ابھی ابھی بارگاہ الٰہی میں اپنی بندگی فرمانبرداری، خضوع و تذلّل، اور حق تعالیٰ کی ربوبیت الوہیت اور حکومت و شہنشاہی کا اظہار و اقرار کر کے آیا ہے، مسجد سے باہر آکر بھی بدعہدی اور شرارت نہ کرے اور اُس شہنشاہ مطلق کے احکام سے منحرف نہ ہو۔

بُرائیوں سے روکنے کا دوسرا مفہوم گویا نماز کی ہر ایک ادا مصلّی کو پانچ وقت حکم دیتی ہے کہ او بندگی اور غلامی کا دعویٰ کرنیوالے واقعی بندوں اور غلاموں کی طرح رہ۔ اور بزبان حال مطالبہ کرتی ہے کہ بیحیائی اور شرارت و سرکشی سے باز آ۔ اب کوئی باز آئے یا نہ آئے مگر نماز بلاشبہ اُسے روکتی اور منع کرتی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ خود روکتا اور منع فرماتا ہے کما قال تعالیٰ "اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (نحل رکوع ۱۳) پس جو بدبخت اللہ تعالیٰ کے روکنے اور منع کرنے پر بُرائی سے نہیں رُکتے نماز کے روکنے پر بھی اُن کا نہ رُکنا محل تعجب نہیں۔ ہاں یہ واضح رہے کہ ہر نماز کا روکنا اور منع کرنا اُسی درجہ تک ہوگا۔ جہاں تک اس کے ادا کرنے میں خدا کی یاد سے غفلت نہ ہو، کیونکہ نماز محض چند مرتبہ اُٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں۔ سب سے بڑی چیز اس میں خدا کی یاد ہے۔ نمازی ارکان صلوٰۃ ادا کرتے وقت اور قرأت قرآن یا دعاء تسبیح کی حالت میں جتنا حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کو مستحضر اور زبان و دل کو موافق رکھیگا اُتنا ہی اس کا دل نماز کے منع کرنے کی آواز کو سُنیگا۔ اور اُسی قدر اُس کی نماز برائیوں کو چھڑانے میں موثر ثابت ہوگی۔ ورنہ جو نماز قلب لاہی و غافل سے ادا ہو وہ صلوٰۃ منافق کے مشابہ ٹھہریگی۔ جس کی نسبت حدیث میں فرمایا "لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا" اسی نماز کی نسبت "لَمْ يَزْدَدْ بِهَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا" کی وعید آئی ہے۔

(۷۳) ذکر اللہ کی فضیلت یعنی نماز بُرائی سے کیوں نہ روکے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے کی بہترین صورت ہے۔ کمال قال تعالیٰ "اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ" (طٰہٰ رکوع ۱) اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔ یہ وہ چیز ہے جسے نماز اور جہاد وغیرہ تمام عبادات کی روح کہہ سکتے ہیں۔ یہ نہ ہو تو عبادت کیا، ایک جسد بے روح اور لفظ بے معنی ہے۔ حضرت ابو درداء وغیرہ کی احادیث کو دیکھ کر علماء نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ ذکر اللہ (خدا کی یاد) سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں، اصلی فضیلت اسی کو ہے۔ یوں عارضی اور وقتی طور پر کوئی عمل ذکر اللہ پر سبقت لیجائے۔ وہ دوسری بات ہے، لیکن غور کیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ اس عمل میں بھی فضیلت اسی ذکر اللہ کی بدولت آئی ہے۔ بہرحال ذکر اللہ تمام اعمال سے افضل ہے اور جب وہ نماز کے ضمن میں ہو تو افضل تر ہوگا۔ پس بندے کو چاہیئے کہ کسی وقت خدا کے ذکر سے غافل نہ ہو خصوصاً جس وقت کسی بُرائی کی طرف میلان ہو فوراً خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کو یاد کر کے اُس سے باز آجائے۔ قرآن و حدیث میں ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو یاد فرماتا ہے۔ بعض سلف نے آیت کا یہ ہی مطلب لیا ہے کہ نماز میں اِدھر سے بندہ خدا کو یاد کرتا ہے اس لیے نماز بڑی چیز ہوئی۔ لیکن اس کے جواب میں جو اُدھر سے اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو یاد فرماتا ہے یہ سب سے بڑی چیز ہے جس کی انتہائی قدر کرنی چاہیئے اور یہ شرف و کرامت محسوس کر کے اور زیادہ ذکر اللہ کی طرف راغب ہونا چاہیئے۔ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اسلام کے احکام بہت ہیں، مجھے کوئی ایک جامع و مانع چیز بتلا دیجیئے، فرمایا "لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" (تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیئے) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جتنی دیر نماز میں لگے اُتنے تو ہر گناہ سے بچے، اُمید ہے آگے بھی بچتا رہے

Brought To You By www.e-iqra.info

اور اللہ کی یاد کو اس سے زیادہ اثر ہے یعنی گناہ سے بچے اور اعلیٰ درجوں پر چڑھے۔" (موضح) یہ "لَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ" کی ایک اور لطیف تفسیر ہوئی۔

(۷۴) یعنی جو آدمی جس قدر خدا کو یاد رکھتا ہے یا نہیں رکھتا خدا تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔ لہٰذا ذاکر اور غافل میں سے ہر ایک کے ساتھ اُس کا معاملہ بھی جُداگانہ ہوگا۔

(۷۵) **اہل کتاب سے مناظرہ میں نرمی و متانت** | یعنی مشرکوں کا دین جڑ سے غلط ہے اور اہل کتاب کا دین اصل میں سچا تھا، تو ان سے ان کی طرح مت جھگڑو کہ جڑ سے اُن کی بات کاٹنے لگو۔ بلکہ نرمی، متانت، خیر خواہی اور صبر و تحمل سے واجبی بات سمجھاؤ۔ البتہ جو اُن میں صریح بے انصافی، عناد اور ہٹ دھرمی پر تُل جائے اس کے ساتھ مناسب سختی کا برتاؤ کر سکتے ہو۔ اور آگے چل کر ایسوں کو سزا دینی ہے۔ (تنبیہ) پہلے قرآن کی تلاوت کا حکم تھا، اغلب ہے کہ مُنکرین اُسے سُن کر اُلجھنے لگیں تو بتلا دیا کہ بحث کے وقت فریق مقابل کی علمی و دینی حیثیت کا خیال رکھو۔ جوش مناظرہ میں صداقت و اخلاق کی حد سے نہ نکلو جہاں کہیں جتنی سچائی ہو اُسکا اعتراف کرو۔

(۷۶) **اہل کتاب سے یہہ بات کہو** | یعنی ہمارا جیسا کہ قرآن پر ایمان ہے اُس پر بھی ایمان ہے کہ اللہ نے تمہاری ہدایت کے لئے حضرت موسیٰ و مسیح علیہما الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے انبیاء پر جو کتابیں اُتاریں بیشک وہ سچی تھیں۔ ایک حرف اُن کا غلط نہ تھا۔ (گو تمہارے ہاتھ میں وہ آسمانی کتابیں اپنی اصلی صورت و حقیقت میں باقی نہ رہیں)

(۷۷) **اہل کتاب اور مسلمانوں میں فرق** | یعنی اصلی معبود ہمارا تمہارا ایک ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ہم تنہا اسی کے حکم پر چلتے ہیں، تم نے اس سے ہٹکر اوروں کو بھی خدائی کے حقوق و اختیارات دیدیے۔ مثلاً حضرت مسیح یا حضرت عزیر علیہما السلام کو یا احبار و رہبان کو۔ نیز ہم نے اُس کے تمام احکام کو مانا سب پیغمبروں کی تصدیق کی، سب کتابوں کو برحق سمجھا اُس کے آخری حکم کے سامنے سرِ تسلیم جُھکا دیا۔ تم نے کچھ مانا کچھ نہ مانا۔ اور آخری صداقت سے منکر ہو گئے۔

(۷۸) یعنی اس کتاب میں آخر تمہاری کتابوں سے کونسی بات کم ہے جو قبول کرنے میں تردد ہے۔ جس طرح انبیائے سابقین پر کتابیں اور صحیفے ایک دوسرے کے بعد اُترتے رہے، پیغمبر آخر الزماں پر یہ کتاب لاجواب اُتری۔ اس کے ماننے سے اتنا انکار کیوں ہے۔

(۷۹) **اہل کتاب اور کفار میں سے قرآن کو ماننے والے** | یعنی جن اہل کتاب نے اپنی کتاب ٹھیک سمجھی وہ اس کتاب کو بھی سچی مانیں گے اور انصافاً ماننا چاہیئے۔ چنانچہ اُن میں کے جو منصف ہیں وہ اس کی صداقت دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ اور نہ صرف اہل کتاب بلکہ بعض عرب کے لوگ بھی جو کتب سابقہ کا کچھ علم نہیں رکھتے اس قرآن کو مانتے جا رہے ہیں حقیقت میں قرآن کریم کی صداقت کے دلائل اس قدر روشن ہیں کہ بجز سخت حق پوش نافرمان کے کوئی اُن کی تسلیم سے انکار نہیں کر سکتا۔

(۸۰) **آنحضرتؐ کا اُمّی ہونا قرآن کی صداقت کی دلیل ہے** | نزول قرآن سے پہلے چالیس سال آپ کی عمر کے ان ہی مکہ والوں میں گذرے۔ سب جانتے ہیں کہ اس مدت میں نہ آپ کسی استاد کے پاس بیٹھے نہ کوئی کتاب پڑھی نہ کبھی ہاتھ میں قلم پکڑا، ایسا ہوتا تو ان باطل پرستوں کو شبہ نکالنے کی جگہ رہتی کہ شاید اگلی کتابیں پڑھ کر یہ باتیں نوٹ کر لی ہونگی، اُن ہی کو اب آہستہ آہستہ اپنی عبارت میں ڈھال کر سُنا دیتے ہیں۔ گو اُس وقت بھی یہ کہنا غلط ہوتا، کیونکہ کوئی پڑھا لکھا انسان بلکہ دنیا کے تمام پڑھے لکھے آدمی مل کر اور کل مخلوق کی طاقت کو اپنے ساتھ ملا کر بھی ایسی بے نظیر کتاب تیار نہیں کر سکتے، تاہم جھوٹوں کو بات بنانے کا ایک موقع ہاتھ لگ جاتا لیکن جبکہ آپ کا اُمّی ہونا مسلمات میں سے ہے تو اس سرسری شبہ کی بھی جڑ کٹ گئی اور یوں ضدی لوگ کہنے کو تو اس

Brought To You By www.e-iqra.info

پر بھی کہتے تھے "اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اکْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا" (فرقان رکوع ۱)

(۸۱) **حفاظ قرآن کی فضیلت** یعنی پیغمبر نے کسی سے لکھا پڑھا نہیں۔ بلکہ یہ وحی جو اُن پر آئی ہمیشہ کو بن لکھے سینہ بسینہ جاری رہیگی۔ اللہ کے فضل سے علماء اور حفّاظ و قرّاء کے سینے اس کے الفاظ و معانی کی حفاظت کریں گے اور آسمانی کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے۔ لکھنا اس پر افزود ہے (موضح باضافہ یسیر)۔

(۸۲) یعنی ناانصافی کا کیا علاج۔ ایک شخص یہ ہی ٹھان لے کہ میں کبھی سچی بات نہ مانوں گا۔ وہ روشن سے روشن چیز کا بھی انکار کر دیگا۔

(۸۳) **معجزات دکھلانا میرے اختیار میں نہیں ہے** یعنی میرے قبضہ میں نہیں کہ جو نشان تم طلب کیا کرو وہ ہی دکھلا دیا کروں نہ کسی نبی کی تصدیق اس بات پر موقوف ہو سکتی ہے۔ میرا کام تو یہ ہے کہ بدی کے نتائج سے تم کو صاف لفظوں میں آگاہ کرتا رہوں باقی حق تعالیٰ میری تصدیق کے لئے جو نشان چاہے دکھلا دے، یہ اُس کے اختیار میں ہے۔

اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰی

کیا اُن کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر اُتاری کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے بیشک اس میں رحمت ہے اور سمجھانا

لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰی بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ شَهِیْدًا ۚ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ

اُن لوگوں کو جو مانتے ہیں ف۸۴ تو کہہ کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور

الْاَرْضِ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ

زمین میں ف۸۵ اور جو لوگ یقین لاتے ہیں جھوٹ پر اور منکر ہوئے ہیں اللہ سے وہی ہیں نقصان پانیوالے ف۸۶ اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے

بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّی لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَلَیَاْتِیَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا

آفت ف۸۷ اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ مقررہ[1] تو آپہنچتی اُن پر آفت اور البتہ آئیگی اُن پر اچانک اور اُن کو خبر

یَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِیْنَ ﴿۵۴﴾ یَوْمَ یَغْشٰىهُمُ

نہ ہوگی ف۸۸ جلدی مانگتے ہیں تجھ سے عذاب ف۸۹ اور دوزخ گھیر رہی ہے منکروں کو ف۹۰ جس دن گھیر لیگا اُن کو

الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَیَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

عذاب اُن کے اُوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے اور کہیگا چکھو جیسا کچھ تم کرتے تھے ف۹۱

(۸۴) **قرآن سب سے بڑھکر معجزہ ہے** یعنی کیا یہ نشان کافی نہیں۔ جو کتاب رات دن پڑھ کر سنائی جاتی ہے اس سے بڑا نشان کونسا ہوگا۔ دیکھتے نہیں کہ اس کتاب کے ماننے والے کس طرح سمجھ حاصل کرتے جاتے ہیں اور اللہ کی رحمت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں

(۸۵) **میری صداقت کے لئے اللہ کی گواہی کافی ہے** یعنی خدا کی زمین پر اس کے آسمان کے نیچے میں علانیہ دعوئے رسالت کر رہا ہوں جسے وہ سنتا اور دیکھتا ہے پھر روز بروز مجھے اور میرے ساتھیوں کو غیر معمولی طریقہ سے بڑھا رہا ہے۔ برابر میرے دعوے کی فعلی تصدیق کرتا ہے۔ میری زبان پر اور ہاتھوں پر قدرت کے وہ خارق عادت نشان ظاہر کئے جاتے ہیں جن کی نظیر پیش کرنے سے تمام جن و انس عاجز ہیں۔ کیا میری صداقت پر اللہ کی یہ گواہی کافی نہیں۔

[1] ٹھہرا ہوا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۸۶) **گھاٹا پانے والے** آدمی کی بڑی شقاوت اور خسران یہ ہے کہ جھوٹی بات کو خواہ کتنی ہی بدیہی البطلان ہو فوراً قبول کرلے اور سچی بات سے گو کتنی ہی صاف روشن ہو انکار کرتا رہے۔

(۸۷) یعنی اگر باطل پر ہیں تو ہم پر دنیا میں کوئی آفت کیوں نہیں آتی۔

(۸۸) **کفار کے لئے دنیا و آخرت کا عذاب** یعنی ہر چیز اپنے وقت معین پر آتی ہے، گھبراؤ نہیں، وہ آفت بھی آکر رہیگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ اس اُمّت کا عذاب یہ ہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا اور پکڑے جانا۔ سو فتح مکہ میں مکہ کے لوگ بے خبر رہے کہ حضرت کا لشکر سر پر آکھڑا ہوا۔

(۸۹) یہاں عذاب سے شاید آخرت کا عذاب مُراد ہو۔ جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے۔

(۹۰) یعنی آخرت کا عذاب تو فضول مانگتے ہیں، اُس عذاب میں تو پڑے ہی ہیں یہ کُفر اور بُرے کام دوزخ نہیں تو اور کیا ہے جس نے ہر طرف سے انہیں گھیر رکھا ہے۔ موت کے بعد حقیقت کھل جائیگی کہ دوزخ کس طرح جلاتی ہے جب یہ ہی اعمال جہنم کی آگ اور سانپ بچھو بن کر لپٹیں گے۔

(۹۱) یہ اللہ تعالیٰ کہیگا، یا وہ عذاب ہی بولیگا جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال حدیث میں آیا ہے کہ سانپ ہو کر گلے میں پڑیگا، گلے چیریگا اور کہیگا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

اے بندو میرے جو یقین لائے ہو میری زمین کشادہ ہے سو مجھی کو بندگی کرو ف۹۲ جو جی ہے سو چکھے گا

الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ

موت پھر ہماری طرف پھر آؤ گے ف۹۳ اور جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام اُن کو ہم جگہ دینگے بہشت میں

غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ

جھروکے[1] نیچے بہتی ہیں اُن کے نہریں سدا رہیں اُن میں خوب ثواب ملا کام والوں کو جنہوں نے صبر کیا اور

عَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۡ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۚ

اپنے رب پر بھروسہ رکھا ف۹۴ اور کتنے جانور ہیں جو اُٹھا نہیں رکھتے اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے اُنکو اور تم کو بھی

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

اور وہی ہے سننے والا جاننے والا ف۹۵ اور اگر تو لوگوں سے پوچھے کہ کس نے بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور کام میں لگایا سورج

وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ

اور چاند کو تو کہیں اللہ نے پھر کہاں سے اُلٹ جاتے ہیں ف۹۶ اللہ پھیلاتا[2] ہے روزی جس کے واسطے چاہے اپنے بندوں میں اور ماپ[3] کر دیتا ہے

لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾

جسکو چاہے ف۹۷ بیشک اللہ ہر چیز سے خبردار ہے ف۹۸

[1] بالاخانے۔ [2] کشادہ کرتا ہے۔ [3] تنگ کرتا ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۹۲) **مومنین سے خطابِ خاص** | یعنی یہ مکہ کے کافر اگر تم کو تنگ کرتے ہیں تو خدا کی زمین تنگ نہیں، دوسری جگہ جاکر خدا کی عبادت کرو

(۹۳) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جب کافروں نے مکہ میں بہت زور باندھا تو مسلمانوں کو ہجرت کا حکم ہوا۔ چنانچہ اسّی تراسی گھر حبشہ چلے گئے۔ اُس کو فرمایا کہ کوئی دن کی زندگی ہے جہاں بن پڑے وہاں کاٹ دو، پھر ہمارے پاس اکھٹے آؤ گے۔ اس میں مہاجرین کی تسلی کر دی تا وطن چھوڑنا اور حضرت سے جدا ہونا دل پر بھاری نہ گذرے گویا جتلا دیا کہ وطن، خویش واقارب، رفقاء اور چھوٹے بڑے آج نہیں کل چھوٹیں گے۔ فرض کرو۔ اس وقت مکہ سے ہجرت نہ کی تو ایک روز دینا سے ہجرت کرنا ضروری ہے مگر وہ بے اختیار ہوگا۔ بندگی اس کا نام ہے کہ اپنی خوشی اور اختیار سے اُن چیزوں کو چھوڑ دے جو پروردگار حقیقی کی بندگی میں مزاحم اور خلل انداز ہوتی ہیں۔

(۹۴) **ہجرت کرنیوالوں کے انعامات** | یعنی جو صبر واستقلال سے اسلام وایمان کی راہ پر جمے رہے اور خدا پر بھروسہ کر کے گھر بار چھوڑ کر وطن سے نکل کھڑے ہوئے اُن کو اس وطن کے بدلے وہ وطن ملیگا اور یہاں کے گھروں سے بہتر گھر دیے جائیں گے۔

(۹۵) **جانوروں اور انسانوں کو روزی کا وعدہ** | یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع کر دی کہ اکثر جانوروں کے گھر میں اگلے دن کا قوت نہیں ہوتا۔ نیا دن اور نئی روزی" (موضح) پھر جو خدا جانوروں کو روزی پہنچاتا ہے کیا اپنے وفادار عاشقوں کو نہ پہنچائیگا۔ خوب سمجھ لو رزّاق حقیقی وہی ہے جو سب کی باتیں سنتا اور دلوں کے اخلاص کو جانتا ہے۔ ہر ایک کا ظاہر و باطن اُس کے سامنے ہے کسی کی محنت وہاں رائیگاں نہیں ہو سکتی۔ جو لوگ اُس کے راستہ میں وطن چھوڑ کر نکلے ہیں اُنہیں ضائع نہیں کریگا۔ سامان معیشت ساتھ لیجانے کی فکر نہ کریں۔ کتنے جانور ہیں جو اپنی روزی اپنی کمر پر لادے نہیں پھرتے، پھر بھی رازق حقیقی اُن کو ہر روز رزق پہنچاتا ہے۔

(۹۶) **اللہ کو سب خالق مانتے ہیں** | یعنی رزق کے تمام اسباب (سماویہ وارضیہ) اُسی نے پیدا کئے سب جانتے ہیں، پھر اُس پر بھروسہ نہیں کرتے کہ وہ ہی پہنچا بھی دیگا۔ مگر جتنا وہ چاہے نہ جتنا تم چاہو۔ یہ اگلی آیت میں سمجھا دیا ہے (موضح)

(۹۷) ناپ کر دیتا ہے یہ نہیں کہ بالکل نہ دے۔

(۹۸) یعنی یہ خبر اُسی کو ہے کہ کس کو کتنا دینا چاہیئے۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ

اور جو تو پوچھے اُن سے کس نے اُتارا آسمان سے پانی پھر زندہ کر دیا اُس سے زمین کو اُس کے مرجانے کے بعد تو کہیں اللہ

اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ

نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۹۹ اور یہ دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ

اور پچھلا گھر جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا[1] اگر اُن کو سمجھ ہوتی ف۱۰۰ پھر جب سوار ہوئے کشتی میں پکارنے لگے اللہ کو

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۙ وَ

خالص اُسی پر رکھ کر اعتقاد پھر جب بچا لایا اُنکو زمین کی طرف اسی وقت لگے شریک[2] بنانے تاکہ مکرتے رہیں ہمارے دیے ہوئے سے اور

[1] زندگانی۔ [2] شرک کرتے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

لِيَتَمَتَّعُوا ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ

مزے اُڑاتے رہیں سو عنقریب جان لیں گے ف۱۰۱ کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اُچکے جاتے ہیں اُن کے

حَوْلِهِمْ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ

اُس پاس سے کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں مانتے ف۱۰۲ اور اُس سے زیادہ بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر

كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِينَ

جھوٹ یا جھٹلائے سچی بات کو جب اُس تک پہنچی کیا دوزخ میں بسنے کی جگہ نہیں منکروں کے لئے ف۱۰۳ اور جنہوں نے

جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾ ع

محنت کی ہمارے واسطے ہم سمجھا دینگے اُن کو اپنی راہیں ف۱۰۴ اور بیشک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے ف۱۰۵

(۹۹) یعنی مینہ بھی ہر کسی پر برابر نہیں برستا۔ اور اسی طرح حال بدلتے دیر نہیں لگتی۔ ذرا دیر میں مفلس سے دولتمند کر دے۔

(۱۰۰) **اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے** یعنی آدمی کو چاہیئے یہاں کی چند روزہ زندگی سے زیادہ آخرت کی فکر کرے کہ اصلی و دائمی زندگی وہ ہی ہے۔ دنیا کے کھیل تماشے میں غرق ہو کر عاقبت کو بھول نہ بیٹھے۔ بلکہ یہاں رہ کر وہاں کی تیاری اور سفرِ آخرت کے لئے توشہ درست کرے۔

(۱۰۱) **کفّار کی ناشکری کا حال** یعنی چاہیئے تو یہ تھا کہ آدمی دنیا کے مزوں میں پڑ کر خدا کو اور آخرت کو فراموش نہ کرے۔ لیکن لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب کشتی طوفان میں گھر جائے تو بڑی عقیدتمندی سے اللہ کو پکارتے ہیں۔ پھر جہاں آفت سر سے ٹلی اور خشکی پر قدم رکھا، اللہ کے احسانوں سے مُکر کر جھوٹے دیوتاؤں کو پکارنا شروع کر دیا۔ گویا غرض یہ ہوئی کہ اللہ کی نعمتوں کا کفران کرتے رہیں اور دنیا کے مزے اڑاتے رہیں۔ خیر بہتر ہے۔ چند روز دل کے ارمان نکال لیں، عنقریب پتہ لگ جائیگا کہ اس بغاوت و شرارت، احسان فراموشی اور ناسپاسی کا نتیجہ کیا ہے۔

(۱۰۲) **کفارِ مکہ پر اللہ کا انعام** مکہ کے لوگ اللہ کے گھر کے طفیل دشمنوں سے پناہ میں تھے۔ حالانکہ سارے ملک، عرب میں فساد اور کشت و خون کا بازار گرم تھا۔ بتوں کے جھوٹے احسان مانتے ہیں اللہ کا یہ سچا احسان نہیں مانتے۔

(۱۰۳) یعنی سب سے بڑی ناانصافی یہ ہے کہ اللہ کا شریک کسی کو ٹھہرائے۔ یا اُس کی طرف وہ باتیں منسوب کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں۔ یا پیغمبر جو سچائی لے کر آئے ہیں اُسے سُنتے ہی جھٹلانا شروع کر دے۔ کیا ان ظالموں کو معلوم نہیں کہ منکروں کا ٹھکانا دوزخ ہے جو ایسی بیباکی اور بے حیائی سے عقل و انصاف کے گلے پر چھری پھیرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔

(۱۰۴) **اللہ کے راستے میں مجاہدہ کرنیوالوں کی خاص ہدایت** یعنی جو لوگ اللہ کے واسطے محنت اٹھاتے اور سختیاں جھیلتے ہیں اور طرح طرح کے مجاہدات میں سرگرم رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ایک خاص نور بصیرت عطا فرماتا اور اپنے قرب و رضاء یا جنت کی راہیں سمجھاتا ہے۔ جوں جوں وہ ریاضات و مجاہدات میں ترقی کرتے ہیں اُسی قدر اُن کی معرفت و انکشاف کا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے اور وہ باتیں سوجھنے لگتی ہیں کہ دوسروں کو اُن کا احساس تک نہیں ہوتا۔

(۱۰۵) یعنی اللہ کی حمایت و نصرت نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (تم سورۃ العنکبوت فللہ الحمد والمنہ)

ف۱ امن والی۔

Brought To You By www.e-iqra.info